﴿تیسواں پارہ﴾

مولانا محمد اسلم شیخوپوری

سورۃ النبا

سورۂ نبا مکی ہے،اس میں ۴۰ آیات اور ۲ رکوع ہیں،اس سورت کا موضوع ”بعث بعد الموت“ ہے،سورت کی ابتداء میں مشرکین کا وہ سوال مذکور ہے جو وہ انکار اور استہزاء کے طور پر قیامت کے بارے میں کرتے تھے،فرمایا”یہ لوگ کس چیز کے بارے میں سوال کرتے ہیں،اس بڑی خبر کے متعلق جس کے بارے میں یہ اختلاف کررہے ہیں۔“(۱-۳) کوئی اس کا اقرار کرتا ہے اور کوئی انکار،کوئی تذبذب کا شکار ہے اور کوئی اس کا اثبات کرتا ہے،حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے ”**نبأ العظیم**“ (بڑی خبر) سے مراد قرآن عظیم لیا ہے،اس میں شک ہی کیا ہے کہ واقعی سب سے بڑی خبر اور سب سے بڑا کلام،قرآن ہی ہے لیکن سورت کے عمومی مزاج کو دیکھتے ہوئے یہی راجح قول معلوم ہوتا ہے کہ ”**نبأ العظیم**“ سے مراد قیامت ہی ہے،اگلی آیات میں قدرتِ الٰہیہ کے دلائل اور قیامت کے مختلف مناظر اور جنت اور جہنم کا تذکرہ ہے،بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ جو زمین کو بچھونا،پہاڑوں کو میخیں،انسانوں کو جوڑا جوڑا،نیند کو ذریعۂ سکون،رات کو لباس،دن کو وقتِ معاش اور آسمان پر ساری دنیا کو روشن کرنے والا چراغ بنا سکتا ہے (۶-۱۶) وہ دوبارہ زندگی بھی عطا کرسکتا ہے اور ایسی عدالت بھی قائم کرسکتا ہے جس میں اولین اور آخرین کو جمع کیا جائے گا اور ان کے درمیان عدل کیا جائے گا (۱۷) عدل اور حساب کے بعد کسی کا ٹھکانہ جنت ہوگا اور کسی کا جہنم (۲۱-۳۷) سورت کے اختتام پر بتایا گیا ہے کہ قیامت کا دن برحق ہے اس کے وقوع میں کوئی شک نہیں،باوجود اللہ کے بے حد مہربان اور رحمٰن ہونے کے کسی کو اللہ کے

سامنے تابِ گویائی نہ ہوگی، اس دن ہر شخص کا اعمال نامہ اس کے سامنے کر دیا جائے گا اور اس کے بارے میں قطعی فیصلہ سنا دیا جائے گا، اس فیصلہ کو سن کر کافر یہ تمنا کرے گا اے کاش! میں مٹی ہوتا (۳۹-۴۰) مٹی ہونے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا، دوسرا یہ کہ میں تکبر نہ کرتا اور مٹی کی طرح مسکینی اور عاجزی اختیار کرتا، تیسرا مطلب یہ کہ میں انسان نہیں، حیوان ہوتا اور مجھے بھی حیوانوں کی طرح دوبارہ زندہ کرنے کے بعد مٹی بنا دیا جاتا، یوں میں دوزخ کے عذاب سے بچ جاتا۔ یہ تمنا وہ اس وقت کرے گا جب وہ دیکھے گا کہ ویسے تو انسانوں کی طرح حیوانوں کو بھی زندہ کیا گیا لیکن انہیں زندہ کرنے کے بعد اور ان کے باہمی معاملات طے کرنے کے بعد انہیں مٹّی بن جانے کا حکم دے دیا گیا۔

سورۃ النازعات

سورۂ نازعات مکی ہے، اس میں ۴۶ آیات اور ۲ رکوع ہیں، اس سورت میں بھی قیامت کے مختلف احوال اور اہوال (ہولنا کیوں) کا بیان ہے، ابتداء میں اللہ نے مختلف کاموں پر مامور فرشتوں کی قسم کھائی ہے لیکن جوابِ قسم ذکر نہیں فرمایا، سیاقِ کلام کو دیکھ کر جو جوابِ قسم سمجھ میں آتا ہے، وہ ہے ”لتبعثن“ (تمہیں قیامت کے دن ضرور زندہ کیا جائے گا)۔

سورۂ نازعات بتاتی ہے کہ قیامت کو جھٹلانے والوں کا قیامت کے دن یہ حال ہوگا کہ ان کے دل دھڑک رہے ہوں گے، دہشت، ذلت اور ندامت کی وجہ سے ان کی نظریں جھکی ہوں گی، (۸-۹) لیکن آج دنیا میں وہ فرعون بنے بیٹھے ہیں اور اللہ کے نبی کی بات کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے لیکن شاید انہیں فرعون کا انجام معلوم نہیں (۱۵-۲۶) یہ عقل سے کورے اور احمق یہ نہیں سوچتے کہ جو اللہ مضبوط آسمان بنا سکتا ہے، شب و روز کا نظام مقرر سکتا ہے، زمین کا فرش بچھا سکتا ہے، پہاڑوں کی میخیں گاڑ سکتا ہے کیا وہ انہیں دوبارہ زندہ نہیں کرسکتا، (۲۷-۳۳) سورت کے اختتام پر مشرکین کا سوال مذکور ہے جو وہ وقوعِ قیامت کو محال سمجھ کر قیامت کے

بارے میں کرتے تھے اور یہ سوال اس لیے کرتے تھے کہ وہ دنیا کی زندگی پر فریفتہ تھے اور ان کا خیال تھا کہ دنیا ہی کی زندگی، حقیقی اور دائمی زندگی ہے، لیکن "جس روز یہ قیامت کو دیکھ لیں گے تو ایسا معلوم ہوگا کہ صرف دن کا آخری حصہ یا اول حصہ ہی وہ دنیا میں رہے۔ (۴۶)

سورۂ عبس

سورۂ عبس مکی ہے، اس میں ۴۲ آیات ہیں، یہاں سے آخر تک ہر سورت ایک رکوع پر ہی مشتمل ہے اس لیے رکوعات کی تعداد بار بار بتانے کی ضرورت نہیں۔ اس سورت کی ابتداء میں نابینا صحابی حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا قصہ مذکور ہے جو طلبِ علم کے لیے ایسے موقع پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگئے جب کہ آپ چند سردارانِ قریش کو دعوتِ اسلام دینے میں مصروف تھے، ایسی اہم مصروفیت کے وقت ان کے آنے سے آپ کو طبعی طور پر ناگواری ہوئی اور آپ نے ان کی بات کا جواب دینے سے اعراض کیا، اس پر سورۂ عبس کی یہ آیات نازل ہوئیں جن میں اللہ نے آپ کو تنبیہ فرمائی، اس کے بعد جب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو ان کا استقبال کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے یہ ہیں وہ جن کی وجہ سے اللہ نے مجھے تنبیہ فرمائی تھی اور ان سے دریافت فرماتے کہ "کوئی کام ہے تو بتاؤ" آپ نے نابینا ہونے کے باوجود دو غزوات کے موقع پر انہیں مدینہ پر والی مقرر فرمایا، یہ واقعہ اور اس جیسے دوسرے واقعات جن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر تنبیہ فرمائی گئی ہے، ان کا قرآن کریم میں مذکور ہونا اس کی صداقت وحقانیت کی دلیل ہے، اگر معاذ اللہ! قرآن آپ کا خود تراشیدہ کلام ہوتا تو آپ ایسی آیات اس میں ہرگز ذکر نہ فرماتے جن میں خود آپ سے باز پرس کی گئی ہے، حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد یہ سورت انسان کے ناشکرا ہونے کو بتاتی ہے جو اپنی اصل کو بھول کر اللہ کے سامنے سرکشی اختیار کرتا ہے (۱۷-۲۰) اگلی آیات میں رب تعالیٰ کی قدرت اور وحدانیت کے تکوینی دلائل ہیں (۲۴-۳۲) اور اختتام پر قیامت کا وہ ہولناک منظر بیان کیا گیا ہے جب انسان خوفزدہ ہوکر قریب ترین

رشتوں کو بھی بھول جائے گا، نفسا نفسی کا عالم ہوگا، کسی کو کسی کی فکر نہیں ہوگی، ہر کسی کو اپنی ذات کا غم کھائے جا رہا ہوگا، بہت سے چہروں پر کامیابی کی چمک ہوگی اور بے شمار چہروں پر ناکامی کی ذلت اور تاریکی چھائی ہوگی (۳۳-۴۲)

﴿سورۃ التکویر﴾

سورۂ تکویر مکی ہے، اس میں ۲۹ آیات ہیں، اس سورت کے دو حصے ہیں، پہلے حصے میں جو کہ ۱۴ آیات پر مشتمل ہے اس ہولناک کائناتی انقلاب کا ذکر ہے جس کے اثرات سے کائنات کی کوئی چیز بھی محفوظ نہیں رہے گی، سب کچھ بدل جائے گا، یہ سورج اور ستارے، پہاڑ اور سمندر ریت کے گھروندے ثابت ہوں گے اس دن ہر شخص کو پتہ چل جائے گا کہ وہ کتنے پانی میں ہے اور اپنے دامن میں کیا لے کر آیا ہے، گناہ یا نیکیاں یا گناہ ہی گناہ، اللہ کی پناہ!

دوسرے حصے میں جو کہ ۱۵ آیات پر مشتمل ہے، باری تعالیٰ نے تین قسمیں کھا کر قرآن کی حقانیت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت وصداقت کو بیان فرمایا ہے اور ان دیوانوں کو بڑی محبت سے سمجھایا ہے جو اللہ کے نبی کو معاذ اللہ "دیوانہ" قرار دیتے تھے، فرمایا گیا "تمہارا ساتھی دیوانہ نہیں ہے" وہ تو بندوں تک اللہ کا کلام پہنچانے والا سچا نبی ہے۔ سورۂ اعراف (۱۸۴) اور سورۂ سبا (۴۶) میں بھی یہی بات ارشاد فرمائی گئی ہے کہ تم غور وفکر کرو گے تو تمہارے ضمیر کا یہی فیصلہ ہوگا کہ تمہارے سامنے شب وروز گزارنے والا یہ عظیم انسان دیوانہ نہیں یہ تو دیوانوں کو فرزانگی سکھانے کے لیے آیا ہے اور قرآن کے بارے میں فرمایا کہ "یہ شیطان مردود کا کلام نہیں ہے یہ تو اہلِ جہاں کے لیے نصیحت ہے مگر اس کے لیے جو سیدھی راہ پر چلنا چاہے اور تم نہیں چاہ سکتے جب تک کہ رب العالمین نہ چاہے"۔

﴿سورۃ الانفطار﴾

سورۂ انفطار مکی ہے، اس میں ۱۹ آیات ہیں، اس سورت میں پہلے تو ان تبدیلیوں کا ذکر ہے

جو وقوعِ قیامت کے وقت نظامِ کائنات میں رونما ہوں گی (۱-۵) پھر محبت آمیز انداز میں انسان سے شکوہ کیا گیا ہے کہ اے انسان تجھے آخر کس چیز نے اپنے پروردگار کے بارے میں دھوکے میں ڈال رکھا ہے؟ کہ اس کے احسانات کو بھلا کر تو معصیت اور ناشکرا پن پر اتر آیا ہے، اصل بات یہ ہے کہ تمہیں جزاء کے دن کا یقین نہیں ہے، حالانکہ وہ تو آ کر رہے گا اور کراماً کاتبین تمہاری زندگی کا کچا چٹھا تمہارے سامنے پیش کر دیں گے پھر تمہیں ابرار و فجار دو گروہوں میں تقسیم کر دیا جائے گا، ابرار نعمتوں کی جگہ یعنی جنت میں جائیں گے اور فجار، عذاب کی جگہ یعنی دوزخ میں ہوں گے۔(۶-۱۶)

سورۃ المطففین

سورۂ مطففین مکی ہے، اس میں ۳۶ آیات ہیں، اس سورت میں بھی بنیادی عقائد سے بحث کی گئی ہے، یوم القیامۃ کے احوال اور اھوال اس میں خاص طور پر مذکور ہیں لیکن اس کی ابتدائی آیات میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو ''تطفیف'' جیسی اخلاقی کمزوری میں مبتلا ہیں (۱-۶) ''تطفیف'' کا معنی ہے ناپ تول میں کمی کرنا، ارشاد ہوتا ہے ''بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی کہ جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے تو کم دیتے ہیں'' بعض حضرات نے تطفیف کا دائرہ وسیع کر دیا ہے، امام قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تطفیف وزن اور کیل میں بھی ہوتی ہے، عیب کے ظاہر کرنے اور چھپانے میں بھی، انصاف کے لینے اور دینے میں بھی، جو شخص اپنے لیے تو پورا پورا انصاف چاہتا ہے مگر دوسروں کے ساتھ انصاف نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ''مطفّف'' ہے۔ یونہی جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہ چیز پسند نہیں کرتا جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، اسی طرح جو شخص لوگوں کے عیب دیکھتا ہے مگر اپنے عیب نہیں دیکھتا، اسی طرح جو لوگوں سے اپنے حقوق مانگتا ہے لیکن ان کے حقوق ادا نہیں کرتا تو یہ سب لوگ اُس وعید کے مستحق ہیں جو وعید یہاں

''مطففین'' کے لیے بیان ہوئی ہے ایک بدو نے عبدالملک بن مروان سے کہا کہ قرآن کریم میں ''مطففین'' کے لیے بڑی سخت وعید ہے تو تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے کہ تم لوگوں کے اموال بلا ناپ تول کے ہتھیا لیتے ہو۔ ''مطففین'' کی مذمت کے بعد ان سیاہ دلوں اور بدکاروں کا انجام بتایا ہے جو اللہ کے نور کو بجھانے کے لیے سر توڑ کوشش کرتے ہیں (۷-۱۷) پھر ان کے مقابلے میں ان صلحاء اور ابرار کا تذکرہ ہے جنہیں آخرت میں دائمی نعمتیں میسر آئیں گی (۲۲-۲۸) سورت کے اختتام پر بتایا گیا ہے کہ یہ سیاہ دل، دنیا میں اللہ کے نیک بندوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے لیکن قیامت کے دن معاملہ الٹ ہو جائے گا اور نیک لوگ ان بدکاروں کا مذاق اڑائیں گے۔(۲۹-۳۶)

سورۃ الانشقاق

سورۂ انشقاق مکی ہے، اس میں ۲۵ آیات ہیں، یہ جو سورتیں ہیں یعنی مطففین، انفطار، انشقاق اور تکویر ان چاروں سورتوں میں قیامت کے احوال مختلف انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ سورۂ انشقاق کی ابتدائی آیات میں ان کائناتی تبدیلیوں کا ذکر ہے جو قیام قیامت کے وقت رونما ہوں گی (۱-۵) پھر جب قیامت قائم ہو جائے گی تو حساب کے مرحلہ سے گزر کر انسان دو فریقوں میں تقسیم ہو جائیں گے، بعض وہ ہوں گے جن کا اعمال نامہ ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور بعض کا اعمال نامہ پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا۔(۶-۱۵)

اگلی آیات میں تین قسمیں کھا کر فرمایا گیا ''یقیناً تم ایک حالت سے دوسری حالت پر پہنچو گے'' یعنی قیامت کے دن تمہیں مختلف مصائب اور مراحل کا سامنا کرنا پڑے گا اور ہر اگلا مرحلہ پہلے مرحلہ سے شدید تر ہوگا (۱۶-۱۹) البتہ وہ لوگ ان مصائب اور مختلف عذابوں سے محفوظ رہیں گے جو ایمان لائے اور جنہوں نیک اعمال کیے۔(۲۵)

سورۃ البروج

سورۂ بروج مکی ہے،اس میں ۲۲ آیات ہیں،اس سورت کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے تین قسمیں کھا کر فرمایا کہ ''خندقوں والے ہلاک کیے گئے'' صحیح مسلم میں ''خندقوں والے'' قصہ کی نسبت حمیر کے بادشاہوں میں سے آخری بادشاہ ذونواس یہودی کی طرف کی گئی ہے جو مشرک تھا اوراس نے ایسے بیس ہزار افراد کو خندقوں میں ڈال کر زندہ جلا دیا تھا جو عیسائی بن گئے تھے اورانہوں نے خدا پرستی چھوڑ کر بت پرستی کرنے سے انکار کر دیا تھا،اسی طرح صحیح مسلم وغیرہ میں ساحر، راہب اورغلام کا قصہ بھی منقول ہے، جب ایک نوجوان لڑکے کی استقامت دیکھ کر ہزاروں لوگوں نے اسلام قبول کرلیااور بادشاہِ وقت کی دھمکیوں کے باوجود وہ ایمان سے باز نہ آئے تو ان سب کو خندقوں میں دہکتی ہوئی آگ کے حوالے کر دیا گیا۔(۱-۹) تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو ایسے کئی واقعات کا پتہ چلتا ہے جب مذہبی اورنظریاتی اختلافات کی بناء پر مخالفین نے ایک دوسرے کو زندہ جلا دیا،آج کی دنیا جسے اپنے مہذّب، ماڈرن اورترقی یافتہ ہونے پر بڑا ناز ہے، ڈیزی کٹر اوراس سے بھی زیادہ خطرناک بم مسلمانوں پر استعمال کر رہی ہے جو دیکھتے ہی دیکھتے پوری پوری بستی اورشہر کو جلا کر راکھ کر دیتے ہیں، ہیروشیما اورناگاساکی میں جو کچھ ہوا کیا یہ آگ کی خندقوں سے کم تھا؟ ہمارے سامنے افغانستان اورعراق میں جو آگ جلائی گئی کیا یہ آگ ذونواس کی آگ سے کم درجہ کی تھی؟ نہیں اس کی آگ سے کئی گنا زیادہ مہلک اورخطرناک آگ تھی جس کا نشانہ کلمہ پڑھنے والے نوجوانوں، بوڑھوں، بچوں، مَردوں اورعورتوں کو بنایا گیا! فلسطین میں کیا ہو رہا ہے؟ آگ ہی تو ہے جو مسلمانوں پر برسائی جارہی ہے اور پورے پچاس سال سے مسلسل برسائی جارہی ہے، عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس پر کسی کو تعجب نہیں ہونا چاہیے کہ کیسے بیس ہزار افراد کو زندہ جلا دیا گیا۔

ایسے لوگوں کو وعید سنائی گئی ہے کہ ''جن لوگوں نے مسلمان مردوں اورعورتوں کو ستایا پھر توبہ نہ

کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور جلنے کا عذاب ہے۔" (۱۰)

سورت کے اختتام پر اللہ کی عظمت اور انتقام کی قدرت کا بیان ہے، اس کی پکڑ بڑی سخت ہے وہ جب کسی کو اپنے عذاب کی گرفت میں لے لے تو اسے کوئی نہیں چھڑا سکتا۔ فرعون کا انجام اس دعویٰ کی دلیل اور اس پر گواہ ہے۔ (۱۲-۲۲)

سورۃ الطارق

سورۂ طارق مکی ہے، اس میں ۱۷ آیات ہیں، اس سورت کی ابتدائی آیات میں اللہ نے آسمان کی اور رات کو چمکنے والے ستارے کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ ہر انسان پر اللہ کی طرف سے نگہبان فرشتہ مقرر ہے، "حافظ" کا معنی نگران بھی ہے اور محافظ بھی، یہاں دونوں معنی کیے جا سکتے ہیں، ہر انسان کے ساتھ ایسے فرشتے لگے ہوئے ہیں جو اس کے اعمال کی نگرانی کرتے ہیں اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے اس کی حفاظت بھی کرتے ہیں (۱-۴) پھر انسان کی پہلی تخلیق سے اس کی دوسری زندگی پر استدلال کیا گیا ہے (۵-۸) اگلی آیات میں بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن جب انسان عدالتِ الٰہیہ کے روبرو کھڑا ہوگا تو اس کے پوشیدہ راز ظاہر کر دیے جائیں گے (۹-۱۰) سورت کے اختتام پر قرآن کی صداقت اور اس کے قولِ فیصل ہونے پر قسم کھائی گئی ہے اور کفار کو وعید سنائی گئی ہے۔ (۱۱-۱۷)

سورۃ الاعلیٰ

سورۂ اعلیٰ مکی ہے، اس میں ۱۹ آیات ہیں، اس سورت میں تین اہم مضامین بیان ہوئے ہیں:

(۱) ابتدائی آیات میں اللہ کی ذات و صفات کے اعتبار سے اس کی تقدیس بیان کرنے کا حکم دیا گیا، اس نے انسان کو پیدا کیا، اسے پرکشش صورت سے نوازا اور سعادت و ایمان کا راستہ دکھایا (۱-۳)

(۲) یہ سورت قرآن کریم کا ذکر کرتی ہے اور اس کے حفظ کے آسان ہونے کی بشارت سناتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتی ہے کہ آپ نفوس کی اصلاح اور اخلاق کی درستگی کے لیے قرآن کے ذریعے نصیحت کیجیے، جن کے دل میں خوفِ خدا ہوگا وہ ضرور نصیحت قبول کر لیں گے۔(۶-۱۰)

(۳) سورت کے اختتام پر بتایا گیا ہے کہ جو شخص اپنے نفس کو گناہوں کی آلائش سے پاک کر لے گا، اسے اچھے جذبات وخیالات سے سنوار لے گا، اپنے دل میں اللہ کی عظمت اور جلال پیدا کر لے گا اور دنیا کو آخرت پر ترجیح نہیں دے گا وہ کامیاب ہوگا، یہ وہ اصول ہے جو تمام صحیفوں اور شریعتوں میں بیان ہو چکا ہے۔(۱۴-۱۹)

سورۃ الغاشیۃ

سورۂ غاشیہ مکی ہے، اس میں ۲۶ آیات ہیں، قیامت کے ناموں میں سے ایک نام غاشیہ بھی ہے یعنی چھپا لینے والی، قیامت کو ''غاشیہ'' اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ اس کی ہولناکیاں ساری مخلوق کو ڈھانپ لیں گی، یہ سورت بتاتی ہے کہ قیامت کے دن کچھ چہرے ذلیل ہوں گے، انہوں نے بڑی محنت کی ہوگی جس کی وجہ سے تھکے تھکے محسوس ہوں گے، علماء کہتے ہیں اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے دنیا میں بڑی عبادت وریاضت کی ہوگی لیکن چونکہ ان کے عقائد صحیح نہیں تھے اس لیے یہ عبادت ان کے کسی کام نہیں آئے گی، یہ چہرے دہکتی ہوئی آگ کا ایندھن بنیں گے اور بعض چہرے تروتازہ اور پُر رونق ہوں گے، یہ وہ چہرے ہوں گے جنھوں نے دنیا میں صحیح رخ پر محنت کی ہوگی اور ان کے عقائد میں بھی باطل کی آمیزش نہیں ہوگی، ان کا مسکن بلند وبالا جنتیں ہوں گی۔

دوسرا اہم مضمون جو اس سورت میں بیان ہوا ہے وہ رب العلمین کی وحدانیت کے تکوینی دلائل ہیں، ان میں سے اونٹ ہے جسے صحرائی جہاز بھی کہا جاتا ہے، طویل قد وقامت کے باوجود

ایک بچہ بھی اس کی نکیل پکڑ کر جہاں چاہے لے جاتا ہے، اس کے صبر کا یہ حال ہے کہ دس دس دن تک پیاس برداشت کرلیتا ہے، اس کی غذا بہت سادہ ہوتی ہے، ایسی جھاڑیوں سے پیٹ بھرلیتا ہے جنہیں کوئی بھی چوپایہ کھانا گوارا نہیں کرتا، ان دلائل میں بلند و بالا آسمان بھی ہے جو کسی ستون کے بغیر کھڑا ہے، زمین ہے جسے یوں بچھایا گیا ہے کہ اس پر چلنا بھی آسان اور کھیتی باڑی بھی آسان، پہاڑ ہیں جو زمین کو زلزلوں کی زد میں آنے سے بچاتے ہیں۔ منکرینِ توحید کو ان دلائل کی طرف متوجہ کرنے کے بعد اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ کے ذمہ صرف نصیحت کردینا ہے، آپ اپنی ذمہ داری ادا کردیجئے پھر ان کا معاملہ اور حساب ہم پر چھوڑ دیجئے۔

سورۃ الفجر

سورۂ فجر مکی ہے، اس میں ۳۰ آیات ہیں، اس سورت کی ابتداء میں اس پر چار قسمیں کھائی گئیں ہیں کہ کفار پر اللہ کا عذاب واقع ہوکر رہے گا، اس کے بعد سورۂ فجر میں تین مضامین نمایاں طور پر مذکور ہوئے ہیں:

(۱) قوم عاد، ثمود اور فرعون جیسے متکبروں اور فسادیوں کے قصے اجمالی طور پر ذکر کیے گئے ہیں جو اپنی سرکشی اور جرائم کی وجہ سے اللہ کے عذاب کے مستحق ٹھہرے۔ (۶-۱۴)

(۲) اللہ کی سنت اور دستور یہ ہے کہ وہ دنیا کی زندگی میں انسان کو خیر و شر، فقر و غنیٰ اور صحت و بیماری جیسی آزمائشوں میں مبتلا کرتا ہے، انسان کی طبعیت ایسی ہے کہ وہ اپنے رب کے فضل واحسان کا شکرادا نہیں کرتا اور اللہ کا دیا ہوا مال اس کی راہ میں خرچ نہیں کرتا وہ مال کی محبت میں بڑا حریص ہے، اس کا پیٹ بھرتا ہی نہیں۔ (۱۵-۲۰)

(۳) قیامت کے دن جو زلزلے اور ہولناک حالات پیش آئیں گے ان کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ انسان دو قسموں میں تقسیم ہوجائیں گے، شقی لوگ اللہ کے غضب کے حقدار

ہوں گے اور نفسِ مومن، جسے نفسِ مطمئنہ کہا گیا ہے اسے اپنے رب کی طرف لوٹنے اور جنت میں داخل ہونے کے لیے کہا جائے گا۔(۲۱-۳۰)

سورۃ البلد

سورۂ بلد مکی ہے،اس میں ۲۰ آیات ہیں،اس سورت کا موضوع انسان کی سعادت اور شقاوت ہے،سورت کی ابتداء میں اللہ نے تین قسمیں کھا کر فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے یعنی اس کی زندگی محنت ومشقت اور جفاکشی سے عبارت ہے،کبھی فقروفاقہ،کبھی بیماری اور دکھ،کبھی حوادث اور آلام،پھر بڑھاپا اور موت،قبر کی تاریکی اور منکر نکیر کے سوالات، قیامت اور اس کی ہولناکیاں غرضیکہ ابتداء سے انتہاء تک مشقت ہی مشقت!(۱-۴)

اس کے بعد ان کفار کا تذکرہ ہے جنہیں اپنی قوت پر بڑا گھمنڈ تھا،وہ فخر وریا کی نیت سے اموال خرچ کرتے تھے،ایسے لوگوں کو آنکھوں،ہونٹوں،زبان اور ہدایت جیسی نعمتیں یاد دلائی گئی ہیں (۵-۱۰) پھر قیامت کے شدائد ومصائب کا تذکرہ ہے جن سے ایمان اور عمل صالح کے علاوہ کوئی چیز چھٹکارا نہیں دے سکتی،سورت کے اختتام پر انسانوں کو''اونچی گھاٹی'' پر چڑھنے کا حکم دیا گیا ہے،اونچی گھاٹی سے مراد وہ اعمال ہیں جو نفس پر شاق گزرتے ہیں یعنی انسانوں کی گردنیں چھڑانا غلامی سے،قید وبند سے اور جہنم کی آگ سے یونہی یتیموں اور مسکینوں کو کھانا کھلانا،اس کے ساتھ چند اور صفات کا ہونا بھی ضروری ہے یعنی ایمان باللہ،ایک دوسرے کو صبر کی اور آپس میں رحم کرنے کی وصیت۔

سورۃ الشّمس

سورۂ شمس مکی ہے،اس میں ۱۵ آیات ہیں،اس سورت کا اصل مقصود نیکیوں کی ترغیب اور معاصی سے بچاؤ اور تحذیر ہے۔اس سورت کی ابتداء میں تکوینی مخلوقات میں سے سات ایسی

چیزوں کی قسم کھائی ہے جو سب کی سب اللہ کی قدرت اور وحدانیت کے آثار ہیں یعنی سورج، چاند، دن، رات، آسمان، زمین اور نفس انسانی، ان چیزوں کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ اگر انسان اپنے رب سے ڈرے اور اپنے نفس کا تزکیہ کرلے تو وہ کامیاب ہوجاتا ہے اور اگر اس کی تربیت سے غفلت اختیار کرے اور اس کو گندگی میں پڑا رہنے دے تو ناکام ہوجاتا ہے۔(۱-۱۰)

اللہ نے انسان کے اندر نیکی اور بدی دونوں کی صلاحیت رکھی ہے، اب یہ انسان پر منحصر ہے کہ وہ کون سی صلاحیت کو بروئے کار لاتا ہے، اس کی تفصیل کے بعد یہ سورت ہمارے سامنے مثال اور نمونہ کے طور پر قوم ثمود کا قصہ بیان کرتی ہے جس نے اپنے نفس کا تزکیہ نہ کیا بلکہ اسے معاصی کا عادی بنا دیا جس کی وجہ سے وہ ہلاکت کے مستحق ہوگئے۔

سورۃ اللیل

سورۂ لیل مکی ہے اس میں ۲۱ آیات ہیں، اس سورت کا موضوع انسانوں کے مختلف قسم کے اعمال اور جدوجہد ہے جب اعمال اور جہد وسعی کا رخ مختلف ہو تو اس کے نتائج بھی مختلف برآمد ہوتے ہیں، اس کی ابتدائی آیات میں تین قسمیں کھا کر فرمایا گیا ہے کہ اے انسانو! تمہاری سعی مختلف ہے، کوئی متقی ہے، کوئی مومن ہے اور کوئی کافر، کوئی اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور کوئی بخل کرتا ہے، کوئی اللہ سے ڈرنے والا ہے اور کسی نے بے نیازی اختیار کر رکھی ہے، کوئی بھلائی کی بات کی تصدیق کرتا ہے اور کوئی تکذیب کرتا ہے، انسانوں میں سے جو کوئی اپنے لئے جس قسم کی راہ کا انتخاب کرتا ہے، ہم اس راہ پر چلنا اس کے لئے آسان کر دیتے ہیں۔(۱-۱۰)

سورت کے اختتام پر بتایا گیا ہے کہ اہلِ ایمان کو رب تعالیٰ دوزخ کے عذاب سے بچالے گا اور اس کے لئے ایک مومن صالح کا قصہ بیان کیا ہے جو اپنا مال صرف رضاءِ الٰہی کی خاطر خرچ کرتا تھا، تمام تفاسیر میں ہے کہ یہ آیات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھیں جن کا مال جہاد کی تیاری، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور ایسے غلاموں کو خرید

کر آزاد کرنے میں خرچ ہوتا تھا جو قبولِ اسلام کی وجہ سے ظلم وستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے۔

سورۃ الضحیٰ

سورۂ ضحیٰ مکی ہے، اس میں ۱۱ آیات ہیں، اس سورت کا موضوع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ہے اور اس میں چار مضامین بیان ہوئے ہیں:

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے اللہ نے قسم کھا کر فرمایا کہ اللہ نے نہ تو آپ کو چھوڑا ہے اور نہ ہی آپ سے ناراض ہوا ہے۔(۱-۳) آپ کے مخالفین اگر حسد اور دشمنی کی بناء پر ایسی باتیں کرتے ہیں تو قطعاً جھوٹ بولتے ہیں۔

(۲) آپ کو دو عظیم بشارتیں سنائی گئی ہیں: پہلی یہ کہ آپ کا مستقبل، حالِ موجود سے بہتر ہوگا یا یہ کہ آپ کی آخرت، دنیا سے بہتر ہوگی اور یہ کہ اللہ آپ کو دنیا اور آخرت میں اتنا عطا کرے گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔

(۳) پھر اللہ نے اپنے تین احسانات یاد دلائے ہیں، آپ یتیم تھے ہم نے آپ کو ٹھکانہ دیا، آپ دین سے بے خبر تھے ہم نے آپ کو اس کا راستہ دکھایا، آپ تنگدست تھے ہم نے آپ کو غنی کر دیا۔(۶-۸)

(۴) ان تین نعمتوں کے مقابلے میں آپ کو تین وصیتوں کی صورت میں، گویا شکر کی تلقین کی گئی ہے یعنی یتیم پر سختی نہ کیجئے، سائل کو جھڑکیے نہیں اور اپنے رب کی نعمتوں کا تذکرہ کیا کریں۔(۹-۱۱)

سورۃ الانشراح

سورۂ انشراح مکی ہے، اس میں ۸ آیات ہیں، اس سورت میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت، آپ کی عظمت اور مقام کا بیان ہے۔ اس سورت میں چار مضمون بیان ہوئے ہیں:

۱ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کے تین احسانات ہیں: (۱) شرح صدر یعنی اللہ نے

آپ کے دل کو حکمت ونور سے بھر دیا اور ہر قسم کے گناہوں اور گندگی سے پاک کر دیا۔ (۲) آپ سے اس بوجھ کو ہٹا دیا جس نے آپ کی کمر کو بوجھل کر رکھا تھا یعنی نبوت اور رسالت کا بوجھ اور اس کے واجبات اور ذمہ داریوں کی ادائیگی۔ (۳) آپ کے ذکر کو بلند کر دیا کہ جہاں جہاں اللہ کا ذکر ہو وہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر، چاہے اذان ہو یا اقامت، تشہد ہو یا خطبہ۔ (۴-۱)

﴿۲﴾ اللہ نے مشکلات کو آسان کرنے اور پریشانیوں کو دور کرنے کا وعدہ فرمایا۔ (۶-۵)

﴿۳﴾ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ تبلیغ ودعوت کی ذمہ داری ادا کرنے کے بعد اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے اس کی عبادت میں لگ جائیں اور اس میں اپنے آپ کو تھکا دیں۔

﴿۴﴾ سب کچھ کرنے کے بعد اللہ پر توکل کریں اور تمام معاملات میں اسی کی طرف رغبت کریں۔

﴿سورۃ التین﴾

سورۂ تین مکی ہے، اس میں ۸ آیات ہیں، اس میں تین امور بیان ہوئے ہیں جن کا انسان سے اور اس کے عقیدے سے تعلق ہے:

(۱) نوعِ انسانی کی تکریم، اس کی تکریم کے مختلف پہلو ہیں، یہاں ان میں سے ایک پہلو کا بیان ہے، وہ یہ کہ انسان کو بہت خوبصورت پیدا کیا گیا ہے، یہ خوبصورتی جسمانی اور ظاہری شکل کے اعتبار سے بھی ہے اور عقلی اور روحانی کمالات کے اعتبار سے بھی۔

(۲) جب انسان انسانیت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا اور ناشکرا پن کا راستہ اختیار کرتا ہے تو اسے نیچوں سے بھی نیچے گرا دیا جاتا ہے، حیوانی اور شہوانی زندگی کو اپنا مقصد بنا کر وہ حیوانوں سے بھی زیادہ پستی میں جا گرتا ہے۔ البتہ ایمان وعملِ صالح والے اس پستی سے بچے رہتے ہیں۔

(۳) وہ اللہ جو پانی کے ایک قطرے سے ایسا خوبصورت انسان پیدا کرسکتا ہے وہ انسان کو دوبارہ بھی پیدا کرسکتا ہے، ویسے بھی دوبارہ پیدا کرنا اور حساب وجزا اس کے حاکم اور عادل

ہونے کا تقاضا ہے۔

سورۃ العلق

سورۂ علق مکی ہے، اس میں ۱۹ آیات ہیں، اہلِ علم کہتے ہیں کہ سورۂ علق سے لے کر آخر تک جو چھوٹی چھوٹی سورتیں آئی ہیں ان میں قرآنی تعلیمات کا خلاصہ بیان کر دیا گیا ہے۔ اس سورت کی پہلی پانچ آیات سب سے پہلے نازل ہوئی تھیں، اس سورت میں تین اہم مضامین بیان ہوئے ہیں:

(۱) انسان کی تخلیق میں اللہ کی حکمت، اس نے قرأت اور کتابت کے ذریعے سے انسان کو تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے۔(۱-۵)

(۲) مال و دولت کی وجہ سے اللہ کے حکموں کے سامنے سرکشی، اس کی نعمتوں کا انکار اور غفلت۔(۶-۸) انسان کے غرور اور سرکشی کی ایک اہم وجہ مال و دولت بھی ہے، جب پیٹ اور خزانہ بھرا ہوا ہو تو وہ نہ انسان کو انسان سمجھتا ہے اور نہ خدا کو معبود اور مسجود!

(۳) اس امت کے فرعون ابوجہل کا قصہ جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈراتا دھمکاتا تھا اور اللہ کی عبادت سے روکتا تھا۔(۹-۱۹)

سورۃ القدر

سورۂ قدر مکی ہے، اس میں ۵ آیات ہیں، اس سورت کی ابتداء میں انسانوں پر اللہ کے عظیم احسان کا ذکر ہے جو کہ کتابِ مبین کو نازل کرنے کی صورت میں ہوا، اسی طرح اس سورت میں لیلۃ القدر کی فضیلت بیان ہوئی ہے، اس کی پہلی فضیلت یہ ہے کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت کے برابر ہے، دوسری فضیلت یہ ہے کہ اس رات میں غروبِ آفتاب سے لے کر طلوعِ فجر تک فرشتے امن و سلامتی اور رحمت و برکت کا پیغام لے کر نازل ہوتے رہتے ہیں۔

واضح رہے کہ لیلۃ القدر میں نزولِ قرآن کا معنیٰ یہ ہے کہ اس رات میں اس کے نزول کی

ابتدا ہوئی۔

﴿سورۃ البینۃ﴾

سورۂ بینہ مدنی ہے، اس میں آٹھ آیات ہیں، اس سورت میں تین امور سے بحث کی گئی ہے:

(۱) اہل کتاب کا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارے میں موقف، یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا انتظار کر رہے تھے لیکن ان کا خیال یہ تھا کہ آخری نبی بنی اسرائیل میں سے ہوگا لیکن جب ایسا نہ ہوا تو انہوں نے آپ کی نبوت کو جھٹلا دیا، اس سورت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بیّنہ اور واضح حجت اور دلیل قرار دیا گیا ہے۔ اس میں شک ہی کیا ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی خود ایک بہت بڑا معجزہ اور حق و صداقت کی واضح دلیل تھی، زنا، شراب نوشی، قتل و غارت گری، بت پرستی اور ڈاکہ زنی کے ماحول میں چالیس سال گزارے، کسی جنگل اور خلوت خانہ میں نہیں، گلی کوچوں اور سول سوسائٹی میں فعّال کردار ادا کرتے ہوئے گزارے لیکن سیرت کے دامن پر نجاست کا کوئی خفیف ترین دھبہّ بھی نہ تھا، کسی بدترین دشمن کو بھی جرأت نہ ہوئی کہ آپ کے کردار پر انگلی اٹھا سکتا۔

(۲) یہ سورت دین و ایمان کی بنیاد کی نشاندہی کرتی ہے اور وہ ہے اخلاص، کوئی عمل بغیر ایمان کے اور ایمان بغیر اخلاص کے معتبر نہیں، ہر نبی نے اپنی امت کو اس بنیاد کی دعوت دی۔ (۵)

(۳) یہ سورت اشقیاء اور سعداء یعنی کافروں اور مؤمنوں دونوں کا انجام بیان کرتی ہے۔ (۸-۶)

﴿سورۃ الزلزال﴾

سورۂ زلزال مدنی ہے، اس میں ۸ آیات ہیں، مدنی ہونے کے باوجود اس کا موضوع اور مضامین مکی سورتوں جیسے ہیں، یہ سورت دو مقاصد پر مشتمل ہے۔

(۱) اس میں اس زلزلے کی خبر دی گئی ہے جو قیامت سے پہلے واقع ہوگا اور سارے انسان

اپنی قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے اور زمین انسان کے اعمال پر گواہی دے گی۔

(۲) لوگ حساب کتاب کے لیے اللہ کے سامنے پیش ہوں گے پھر ان کے اعمال کے مطابق انہیں دو قسموں میں تقسیم کیا جائے گا، بعض شقی ہوں گے اور بعض سعید اور ان میں سے ہر ایک اپنے چھوٹے بڑے اعمال کی جزا دیکھ لے گا۔

سورۃ العادیات

سورۂ عادیات مکی ہے، اس میں ۱۱ آیات ہیں، اس سورت میں تین اہم مضامین بیان ہوئے ہیں:

(۱) مجاہدین کے گھوڑوں کی قسم کھا کر فرمایا گیا کہ انسان بڑا ناشکرا ہے اور اس کے ناشکرا ہونے پر خود اس کے اعمال گواہ ہیں۔ (۱-۷) گھوڑا اپنے مالک کا وفادار ثابت ہوتا ہے، اسے خوش کرنے کے لیے تیروں کی بارش اور کوندتی تلواروں میں گھس جاتا ہے مگر ہائے رے انسان کہ یہ اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود اپنے مالکِ حقیقی سے بے وفائی کرتا ہے۔

(۲) انسان کی فطرت اور طبعیت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ مال کی محبت میں بڑا سخت ہے، اس کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو دوسری تلاش کرتا ہے اور دوسری ہو تو تیسری تلاش کرتا ہے اور اس کے منہ کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

(۳) انسان کو ان اعمال صالحہ پر برانگیختہ کیا گیا ہے جو اسے اس وقت فائدہ دیں گے جب اسے حساب وجزا کے لیے پیش کیا جائے گا اور بندوں کے سینوں میں جو راز ہیں، آشکارا کر دیئے جائیں گے۔

سورۃ القارعۃ

سورۂ قارعہ مکی ہے، اس میں ۱۱ آیات ہیں، اس سورت میں قیامت کی ہولناکیوں سے ڈرایا گیا ہے کہ جب قیامت قائم ہوگی تو نظامِ کائنات میں بڑی بڑی تبدیلیاں واقع ہوں گی

جوانسان کوحیران اورششدر کردیں گی (۱-۵) سورت کے اختتام پر بتلایا گیا ہے کہ قیامت کے دن انسان کے اعمال کاوزن ہوگا،کسی کی حسنات زیادہ ہوں گی اور کسی کی سیئات اورانہیں کے اعتبار سے انسان کے انجام کاتعین ہوگا۔

﴿سورۃ التکاثر﴾

سورۂ تکاثر مکی ہے،اس میں ۸ آیات ہیں،اس سورت میں ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جوصرف دنیا کی زندگی کواپنا مقصد بنالیتے ہیں اوردنیا کا ایندھن جمع کرنے میں لگے رہتے ہیں، ان کے انہماک کودیکھ کریوں لگتا ہے کہ انہیں دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے لیکن پھراچانک موت آجاتی ہے۔جس کی وجہ سے ان کے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اورانہیں قصر سے قبر کی طرف منتقل ہونا پڑتا ہے،ان لوگوں کوڈرایا گیا کہ قیامت کے دن تمام اعمال کے بارے میں سوال ہوگا (۳-۴) پھرتم جہنم کوضرور دیکھو گے اورتم سے اللہ کی نعمتوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ امن،صحت،فراغت،اکل وشرب،مسکن،علم اور مال ودولت جیسی نعمتوں کوکہاں استعمال کیا؟

﴿سورۃ العصر﴾

سورۂ عصر مکی ہے،اس میں ۳ آیات ہیں،یہ مختصرسی سورت اسلام کے عظیم اصولوں اورانسانی زندگی کے دستور کی وضاحت کرتی ہے۔اس سورت کے بارے میں امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگرلوگ صرف اس سورت میں تدبر کرلیں تو یہ سورت ان کی نجات کے لیے کافی ہوسکتی ہے،اس سورت کی ابتدا میں اللہ نے زمانے کی قسم کھا کر فرمایا کہ سارے کے سارے انسان خسارے میں ہیں چاہے وہ مادی اورظاہری اسباب سے مالا مال کیوں نہ ہوں،البتہ جو چار صفات سے متصف ہوں گے وہ خسارے سے بچ جائیں گے یعنی ایمان،عملِ صالح،ایک

دوسرے کوحق اور صبر کی تلقین۔

﴿سورۃ الھمزۃ﴾

سورۂ ہمزہ مکی ہے، اس میں ۹ آیات ہیں، اس سورت میں انسان کی تین بیماریوں کی نشاندہی کی گئی ہے، پہلی بیماری ہے پسِ پشت کسی کے عیب بیان کرنا، اسے غیبت کہتے ہیں اور غیبت بدترین گناہ ہے۔

دوسری بیماری ہے کسی کواس کے سامنے اس کے حسب ونسب، دین و مذہب اور شکل وصورت کا طعنہ دینا، اس کا مذاق اڑانا، یہ منافقین کی عادت تھی، وہ غریب مسلمانوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے، یوں ہی یہود ونصاریٰ دینِ حق کا مذاق اڑاتے ہیں۔

تیسری بیماری ہے حبِّ دنیا جس میں مبتلا ہوکر انسان حقوق اللہ بھی بھول جاتا ہے اور حقوق العباد بھی بھول جاتا ہے اور اس کے دل میں اللہ کی محبت کے لئے کوئی جگہ نہیں رہتی۔ بقول حضرت میاں نور محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ؎

بھر رہا ہے دل میں حُبِّ جاہ ومال
کب سماوے اس میں حُبِّ ذوالجلال

سورت کے اختتام پر ان اشقیاء کا انجام بتلایا گیا ہے جو ان بیماریوں میں مبتلا ہوں گے۔(۸-۵)

﴿سورۃ الفیل﴾

سورۂ فیل مکی ہے، اس میں ۵ آیات ہیں، اس سورت میں وہ مشہور قصہ بیان ہوا ہے جو اصحابِ فیل کے قصہ کے نام سے مشہور ہے، جب صنعاء کے گورنر ابرہہ نے ہاتھیوں کا لشکر لے کر کعبہ پر چڑھائی کی تھی، اس کے ساتھ کم وبیش ساٹھ ہزار جنگجو تھے، قریش اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے، اللہ نے چھوٹے چھوٹے پرندے کنکریاں دے کر بھیج دیئے، ان کنکریوں نے جدید

بموں کی طرح تباہی مچادی، یہ واقعہ اسی سال پیش آیا جس سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی اور یہ واقعہ اس بات کی نشاندہی کرتا تھا کہ عنقریب کعبہ کا حقیقی محافظ پیدا ہونے والا ہے۔

سورۃ القریش

سورۂ قریش مکی ہے، اس میں ۴ آیات ہیں، اس سورت میں اللہ نے اپنے دو بڑے احسانات بیان فرمائے ہیں۔ پہلا یہ کہ وہ بلاخوف وخطر گرمیوں میں شام کی طرف اور سردیوں میں یمن کی طرف تجارتی سفر کیا کرتے تھے اور یہ تجارتی سفران کا بہت بڑا ذریعۂ معاش تھے۔ دوسرا احسان یہ کہ انہیں بلد حرام میں امن، اطمینان اور تحفظ کی نعمت حاصل تھی۔ یہ دو نعمتیں ذکر فرما کر انہیں سمجھایا گیا ہے کہ خود فریبی، خود پسندی اور قوم پرستی سے باز آجاؤ اور بیت اللہ کے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اپنی نعمتوں سے نوازا ہے۔

سورۃ الماعون

سورۂ ماعون مکی ہے، اس میں ۷ آیات ہیں، اس سورت میں اختصار کے ساتھ انسانوں کے دو گروہوں کا ذکر ہے۔

(۱) وہ کافر جو قیامت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے، یتیموں کے حقوق دبا لیتے ہیں اور ان کے ساتھ سختی کا معاملہ کرتے ہیں، غرباء اور مساکین کو نہ خود کھلاتے ہیں اور نہ دوسروں کو ترغیب دیتے ہیں گویا کہ نہ تو اللہ کے ساتھ ان کا معاملہ صحیح ہے اور نہ اللہ کے بندوں کے ساتھ۔

(۲) دوسرا گروہ منافقین کا ہے ان کی تین صفاتِ قبیحہ یہاں بیان کی گئی ہیں: **پہلی** یہ کہ وہ نماز سے غافل ہیں، یہ غفلت دو اعتبار سے ہو سکتی ہے، ایک یہ کہ نماز ادا ہی نہ کی جائے۔ دوسری یہ کہ نماز تو پڑھی جائے مگر نہ وقت کی پابندی کا لحاظ ہو اور نہ خشوع وخضوع ہو۔ **دوسری** صفت یہ کہ وہ دکھاوے کے لیے اعمال کرتے ہیں۔ **تیسری** صفت یہ کہ وہ ایسے بخیل ہیں کہ عام ضرورت کی

چیز دینے سے بھی انکار کر دیتے ہیں۔

﴿سورۃ الکوثر﴾

سورۂ کوثر مکی ہے، اس میں ۳ آیات ہیں، اس سورت میں تین مقاصد بیان ہوئے ہیں:

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کا فضل واحسان کہ اس نے آپ کو کوثر عطا کی، کوثر جنت کی وہ نہر ہے جہاں قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کو جام بھر کر پلائیں گے چونکہ کوثر کا معنیٰ خیر کثیر ہے اس لئے نبوت، کتاب، حکمت، علم، حقِ شفاعت، مقامِ محمود، معجزات اور قرآن کریم کو بھی کوثر قرار دیا گیا ہے۔

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیا گیا کہ کوثر جیسی عظیم نعمت کا شکر ادا کرنے کے لئے آپ نماز کی پابندی فرمائیں اور اللہ کے لئے قربانی دیں۔

(۳) آپ کو بشارت سنائی گئی کہ آپ کے دشمن ذلیل وخوار ہوں گے اور ان کا نام ونشان مٹ جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

﴿سورۃ الکافرون﴾

سورۂ کافرون مکی ہے، اس میں ۶ آیات ہیں، یہ سورت اس وقت نازل ہوئی جب مشرکوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی کہ آؤ! ''کچھ لو اور کچھ دو'' کی بنیاد پر ہم آپس میں مصالحت کر لیں، ایک سال آپ ہمارے خداؤں کی عبادت کر لیا کریں اور ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کر لیا کریں گے، اس سورت نے ایمان وکفر، موحّدین اور مشرکین کے درمیان حدِّ فاصل قائم کر دی اور بتا دیا کہ توحید اور شرک دو متضاد نظام ہیں، دونوں میں مصالحت کی کوئی صورت نہیں، یوں کفار کی امیدوں کا خاتمہ کر دیا اور ہمیشہ کے لئے واضح کر دیا کہ ایمان میں کفر کی ملاوٹ نہیں ہو سکتی۔

﴿سورۃ النصر﴾

سورۂ نصر مدنی ہے، اس میں ۳ آیات ہیں ۔ یہ سورت فتحِ مکہ کی طرف اشارہ کرتی ہے، یہ سورت ۱۰ ھ میں نازل ہوئی، اس کے نزول کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف ۷۰ ایّام زندہ رہے، جب یہ سورت نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''مجھے میری موت کی اطلاع دی گئی ہے'' اس لیے کہ حضور کی بعثت کا مقصد پورا ہو چکا تھا، جب آپ نے دعوت کا آغاز کیا تھا تو اسے قبول کرنے والے اکّا دکّا تھے لیکن اب لوگ جماعت در جماعت اور قبیلہ در قبیلہ دینِ اسلام میں داخل ہو رہے تھے، اس لیے آپ کو حکم دیا گیا کہ ان فتوحات اور نعمتوں پر اللہ کا شکر اور اس کی تسبیح اور عظمت بیان کریں۔

﴿سورۃ اللھب﴾

سورۂ لہب مکی ہے، اس میں ۵ آیات ہیں، یہ سورت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا مگر بدترین دشمن ابولہب اور اس کی بیوی ام جمیل کا انجام بتلاتی ہے، اس شخص کو اپنے مال اور اولاد پر بڑا غرور تھا لیکن مال و اولاد اسے اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے۔ یہ دونوں میاں بیوی ذلت آمیز اور عبرتناک انجام سے دوچار ہوئے۔

﴿سورۃ الاخلاص﴾

سورۂ اخلاص مکی ہے، اس میں ۴ آیات ہیں، یہ سورت اسلام کے بنیادی عقیدہ یعنی توحید سے بحث کرتی ہے۔ توحید کی تین قسمیں ہیں: (۱) توحیدِ ربوبیت یعنی ہر چیز کا خالق، مالک اور رازق اللہ ہے، اس کا اقرار کافر بھی کرتے ہیں۔ (۲) توحید الوہیت یعنی بندہ جو بھی عبادت کرے خواہ دعا ہو یا نذر و قربانی تو وہ صرف اللہ کے لئے کرے۔ مشرکین غیر اللہ کی عبادت بھی کرتے تھے اگرچہ اس سے ان کا مقصد، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا تھا مگر ظاہر ہے یہ شرک ہی

تھا۔(۳) توحیدِ ذات اور اسماء وصفات۔توحید کی یہ تیسری قسم ایسی ہے کہ انسان نے اکثر اس میں ٹھوکر کھائی ہے،وہ غیراللہ کے لیے بھی وہی علم، وہی قدرت، وہی تصرف اور وہی سمع وبصر ثابت کردیتا ہے جو حقیقت میں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے۔غور کیا جائے تو سورتِ اخلاص میں زیادہ زور توحید کی اسی قسم پر ہے۔

﴿سورۃ الفلق﴾

سورۂ فلق مدنی ہے،اس میں ۵ آیات ہیں،اس سورت میں اللہ نے اپنی ایک صفت بیان فرما کر چار چیزوں کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔(۱) مخلوق کے شر سے (۲) اندھیرے کے شر سے (عام طور پر چور، شیاطین، جنات، حشرات اور ساحر اندھیرے ہی میں اپنا کام دکھاتے ہیں) (۳) پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے جو کہ جادو اور ٹونے کرتی ہیں۔یہ کام اگرچہ مرد بھی کرتے ہیں لیکن عورتیں تعویذ گنڈے میں ہمیشہ پیش دکھائی دیتی ہیں اس لیے قرآن نے عورتوں کو خاص طور پر ذکر کیا ہے۔(۴) حاسد کے شر سے۔

﴿سورۃ الناس﴾

سورۂ ناس مدنی ہے،اس میں ٦ آیات ہیں،یہ معوّذتین میں سے دوسری سورت ہے اور ان دونوں سورتوں کی فضیلت کے بارے میں متعدد احادیث ہیں۔صحیح مسلم میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سورتوں کے بارے میں فرمایا: ”کیا تمہیں معلوم نہیں کہ آج ایسی دو سورتیں نازل ہوئی ہیں کہ ان کی کوئی مثال نہیں“ یعنی اللہ کی پناہ مانگنے میں یہ دونوں سورتیں بے مثال ہیں۔امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان دو سورتوں سے کوئی شخص بھی مستغنی نہیں، یہ جسمانی اور روحانی آفات دور کرنے میں بے حد مؤثر ہیں۔

قرآن کریم میں ان دوسورتوں کے لانے اورسورۂ فاتحہ سے شروع کرنے میں بڑی گہری مناسبت ہے،سورۂ فاتحہ میں بھی اللہ کی مدد مانگی گئی تھی اوران دونوں سورتوں میں بھی یہی مضمون ہے ۔گویا کہ اس طرف اشارہ کردیا گیا کہ بندے کوابتدا سے انتہاء تک اللہ کی طرف متوجہ رہنا چاہیےاوراس سے مدد مانگتے رہنا چاہیے۔

سورۂ ناس میں اللہ کی تین صفات مذکور ہیں: ربوبیت، مالکیّت اورالٰہیّت ۔ یہ تین صفات ذکر فرما کرایک چیز کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے اوروہ ہے وسوسہ ڈالنے والے کا شر۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وسوسہ کتنی خطرناک اورمہلک بیماری ہے ،وسوسہ شیطان بھی ڈالتا ہے اورانسان بھی،آج کا سارامغربی میڈیا مسلمانوں کے دلوں میں ایمان کے حوالے سے وسوسہ اندازی میں مصروف ہےاوروسوسے کی بیماری بہت عام ہوچکی ہے،اس لیے کثرت کے ساتھ ان دوسورتوں کوورِدِزبان بنانے کی ضرورت ہے۔

یہاں یہ نکتہ بھی سمجھ لیا جائے کہ سورۂ فلق میں ایک صفت ذکرفرما کر چار آفات سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا تھااور یہاں چار صفات ذکرفرما کرایک آفت کے شر سے پناہ مانگنے کا حکم دیا گیا ہے اس لئے کہ پہلی سورت میں نفس اور بدن کی سلامتی مطلوب ہے جبکہ دوسری سورت میں دین کے ضرر سے بچنا اوراس کی سلامتی مطلوب ہےاوردین کا چھوٹے سے چھوٹا نقصان دنیا کے بڑے سے بڑے نقصان سے زیادہ خطرناک ہے۔

اگرہم نے قرآن سے سچا تعلق قائم کیے رکھا اوراسے پڑھنے،سمجھنے،اس پرعمل کرنے اوراس کے سارے حقوق کی ادائیگی کی کوشش کرتے رہے توان شاءاللہ ! ہمارا اورہماری آنے والی نسلوں کا دین وایمان محفوظ رہے گا۔

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]